اداریہ

افغانستان کا پائیدار حل

عالم کفر کی طرف سے افغانستان کے نہتے مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری کو تقریبا چالیس دن ہو چکے ہیں جس سے سینکڑوں بچوں عورتوں، بوڑھوں سمیت لاتعداد افغان نوجوان جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور نہ جانے کب تک جاری رہے گا۔ اور افغان عوام کی بے کسی پر پورا عالم خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ اور امریکہ اپنے گماشتوں سمیت پوری فرعونیت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور دنیا کی مفلوک الحال اور مفلس ترین قوم پر اپنے جدید ترین ہتھیار آزما رہا ہے اور پندرہ پندرہ ہزار پونڈ وزنی بم گرا کر پورے افغانستان کو کارپٹ بنانے کا اعلان کر چکا ہے۔ اور اقوام متحدہ میں بڑے طمطراق سے یہ اعلان کر کے داد وصول کر چکا ہے۔ کہ وہ دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ کر کے ہی دم لے گا، اور اپنی تقریر میں اس مکروہ عزائم کا بھی اظہار کیا۔ کہ وہ کسی کو اسلام کی آڑ نہیں لینے دیگا۔

اب جبکہ افغانستان کی اینٹ کو مٹی میں تبدیل کر چکا ہے۔ اور اس کے زرخرید شمالی اتحاد کے لیڈر اور فوجی کابل میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو جرائم کی دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ بدنام زمانہ جنرل دوستم اور نام نہاد جنرل فہیم قتل وغارت دہشت گردی عورتوں کی آبروریزی میں پہلے ہی افغان عوام کو مطلوب ہیں۔ آج امریکی بکتر بند گاڑیوں اور ڈالروں کی چمک دمک میں دوبارہ کابل میں داخل ہو چکے ہیں اور مزار شریف اور کابل میں لوٹ مار اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے اور سینکڑوں بے گناہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔

طالبان کے بارے میں تو یہ تاثر دیا جاتا تھا کہ وہ انتہا پسند ہیں اور عوام اس سے خوش نہیں۔ تو کیا شمالی اتحاد کا طرز عمل اور لوگوں کے ساتھ سلوک کسی بھی انسانی معیار پر پورا اترتا ہے؟ اور کیا ان کی آمد سے لوگوں کو امن وسکون اور راحت مل سکی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ان لوگوں کے ذمہ ہے جو شمالی اتحاد کے حامی اور طالبان کے شدید ناقد ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا افغانستان کے خلاف عالمی گٹھ جوڑ اور اس پر ظالمانہ بمباری سے دہشت گردی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا؟ کیا وہ لوگ جو مختلف اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں تخریب کاری میں ملوث ہیں اپنے عزائم کو ترک کر دیں گے۔ اسکا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ ہرگز نہیں؟ کیوں کہ یہ لوگ ریاستی دہشت گردی کا شکار ہیں اور ان ممالک کے ظلم وستم کے نتیجے میں انہوں نے یہ راستہ اختیار کیا ہے؟ بدقسمتی سے ایسے تمام ممالک کا تعلق مسلمانوں سے ہے جن میں فلسطین، کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، اور افغانستان شامل ہے۔ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے۔ کہ اگر اقوام متحدہ نے ان ممالک کے مسائل کو حل کرنے میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہ کیا اور ان مسلم ممالک کے ساتھ انصاف نہ کیا اور ان کا حق لیکر نہ دیا تو اس سلسلے کو بند کرنا نہ صرف مشکل ہو جائے گا بلکہ اس کا شدید ردعمل بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اقوام عالم کو یہ ضرور غور کرنا چاہئے کہ آخر یہ تمام مظالم زیادتیاں، اور مسائل عالم اسلام کے ساتھ ہی کیوں وابستہ ہیں؟ کیا ستم ظریفی ہے کہ مشرقی تیمور میں دو عیسائی قتل ہوئے تو امریکہ بہادر نے اپنی داشتہ اقوام متحدہ کے ذریعے اسے خود مختاری لیکر دی۔ اور پوری قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی الگ حیثیت کو منوایا۔ اب جبکہ کشمیر اور فلسطین میں ہزاروں مسلمان قتل ہو چکے ہیں۔ اور ہزاروں عورتوں کی عصمت دری کی گئی ہے لیکن اقوام متحدہ اور اس کے حواری خاموش نہیں۔ اس ناانصافی اور جانبداری پر اگر کوئی احتجاج ہوتا ہے یا عملی قدم اٹھایا جاتا ہے تو اسے دہشت گردی قرار دیا جاتا ہے اور پوری قوت سے کچل دیا جاتا ہے۔

اس موقعہ پر افسوس ناک رویہ اسلامی دنیا کا ہے جس کے حکمران ایک طرف اور عوام دوسری طرف ہیں۔ امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اس کے حکم کی تعمیل میں سبقت لیجانے کا سلسلہ جاری ہے۔ جبکہ

رعایا اور عوام شدید نفرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ افغانستان پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ اور جس طرح وہاں مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔ اس پر خاموش رہنا بجائے خود بڑا جرم ہے۔ اس لئے تمام عالم اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ آگے بڑھے اور امریکہ کا ہاتھ پکڑے۔ اور افغانستان پر وحشیانہ بمباری کو رکوائے۔ اور مسئلہ کا حل اسلامی فورم پر تلاش کرے۔ طالبان بھی انسان ہیں ان سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر علماء مشائخ ان سے گفتگو کریں اور انہیں یہ احساس دلائیں تو ممکن ہے کہ ایسا راستہ نکل آئے جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ بصورت دیگر نہ لاٹھی رہے گی اور نہ سانپ۔

اس ضمن میں پورے دنیائے اسلام کے نمائندہ علماء پر مشتمل ایک مجلس تشکیل دی جائے جو طالبان سے رابطہ کر کے گفتگو کا آغاز کرے اور مسئلے کا سیاسی قانونی، اخلاقی اور شرعی حل نکالے ہم امید کرتے ہیں کہ اگر پیش رفت ہوئی تو طالبان خود اس قسم کے فیصلوں کا خیر مقدم کریں گے۔

افغانستان میں پائیدار امن قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مقامی لوگوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ اور افغان تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ وہاں آج تک کوئی ایسی حکومت کامیاب نہیں ہوئی جسے باہر سے مسلط کیا گیا ہو۔ اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ عرصہ دراز سے یہ مشق جاری ہے اور مختلف ممالک اپنی مرضی کی حکومت بنانے کیلئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہیں لیکن اس کے نتیجے میں افغانستان خانہ جنگی کا شکار ہوا۔ اور روس وہاں اتنی بربادی نہ کر سکا۔ جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کی۔ اس لئے سابقہ تجربات کی روشنی میں یہ بات مدنظر رہنی چاہئے کہ باہر سے کسی گروہ کو مسلط کرنے کی بجائے ایسی حکومت کو بحال کیا جائے جس کے بارے میں افغان اتفاق کریں۔ بلاشبہ اس ضمن میں پاکستان کا ایک کلیدی کردار رہا ہے کیونکہ روس کے خلاف جنگ میں بھی پاکستان نے ہی مرکزی کردار ادا کیا۔ اور اب بھی پاکستان افغانستان کے حالات سے متاثر ہو رہا ہے۔

رہی بات افغانستان میں اسامہ یا القائدہ تنظیم کے قیام کی تو اس ضمن میں ہم صرف یہ عرض کریں گے کہ اگر افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کیا جاتا اور اس سے تعاون کیا جاتا اور اسے تنہائی کا احساس نہ دلایا جاتا اور اسے دنیا سے الگ نہ کیا جاتا تو نہ اسامہ وہاں پناہ لیتا اور نہ ہی القائدہ قائم ہوتی۔ ان اسباب پر غور کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ کہ طالبان کو دیوار کیساتھ لگانے والے اور ان کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک کرنے والے ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔

امید کرنی چاہئے کہ اگر کوئی بھی افغان حکومت قائم ہو اور پوری دنیا میں اس کے ساتھ تمام شعبوں میں تعاون کریں تو کوئی وجہ نہیں وہ بھی مہذب دنیا میں اپنا کردار ادا نہ کریں۔ بلکہ ہم توقع کرتے ہیں۔ وہ بڑھ چڑھ کر جرائم کے خلاف نہ صرف نفرت کا اظہار کریں گے بلکہ اس کے خاتمے کیلئے کلیدی کردار ادا کریں گے۔

ہم یہاں یہ بھی عرض کر دیں کہ اب انسانی حقوق کے علمبرداروں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئے کہ شمالی اتحاد کس طرح افغانستان میں انسانی حقوق کی پامالی کر رہا ہے۔ مزار شریف اور کابل کی سڑکوں اور گلیوں میں کس طرح قتل عام کیا گیا۔ اس کا مشاہدہ اخبارات میں چھپنے والی تصویروں سے کیا جا سکتا ہے۔ اور اس بات کا خدشہ موجود ہے کہ وہ پشتونوں کے خلاف وسیع پیمانے پر انتقامی کاروائی کریں جس کے نتیجہ میں وہاں نہ صرف خانہ جنگی ہوگی بلکہ وسیع پیمانے پر انسانیت کا قتل عام ہوگا۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری دنیا اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے اور افغانستان کو قتل گاہ بننے سے روکیں۔ اور فوری طور پر جنگ بندی کا اعلان کریں اور افغانستان کا پائیدار حل تلاش کریں وہاں کے بڑے قبائل کے سرداروں کو اعتماد میں لیں اور مستقل ایک مشترکہ حکومت قائم کریں جس کی نگرانی اسلامی ممالک کی افواج کریں۔

مولانا محمد یحییٰ شرقپوری کا سانحہ ارتحال

گذشتہ دنوں ممتاز عالم دین، ولی کامل حضرت مولانا محمد یحییٰ مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی وفات سے اہل حدیث بالخصوص اور عام مسلمان بالعموم ایک روحانی مربی اور مشفق انسان سے محروم ہوئے۔ آپ کا شمار ممتاز علماء میں ہوتا تھا۔ اور آپ بہتر داعی اور واعظ تھے۔ مکمل زندگی رضائے الٰہی کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ اور شرقپور ایسے قصبے میں شمع توحید روشن کی اور کتاب و سنت کی تعلیمات کا پرچار کیا۔ آپ کے عمدہ اخلاق اور حسن سلوک کی بدولت لاتعداد لوگوں نے اہلحدیث فکر کو قبول کیا۔ آپ بہت کریم النفس تھے۔ مہمان نوازی اور ملنساری آپ کا خاص وصف تھا۔ علماء کی بڑی قدر کرتے اور حوصلہ افزائی فرماتے، آپ کی رحلت سے بہت خلاء پیدا ہوا ہے۔ ہم آپ کی وفات پر آپ کے صاحبزدگان بالخصوص حافظ مسعود عالم اور حافظ حمود الرحمٰن سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔